تسہیل المواعظ

از: مولانا انوار الحق صاحب مرحوم امروہی رحمۃ اللہ

نگاہ کی حفاظت

بعد نظر اصلاحی: حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ
محمد اشرف علی صاحب تھانوی
نور اللہ مرقدہ

اس تسہیل المواعظ کے متعلق حضرت حکیم الامت کا ارشاد

احقر کا مشورہ ہے کہ مثل بہشتی زیور کے کوئی گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہیے اس کا نفع گھر والوں کی درستی میں بہت جلد آنکھوں سے نظر آجائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

ادارہ بلاغ الناس

لاہور آفس: یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ
بالمقابل چڑیا گھر ○ شاہراہ قائد اعظم ○ لاہور پوسٹ کوڈ نمبر: 54000
پوسٹ بکس نمبر 2074 فیکس: 042-6370371 فون: 042-6373310
E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

جو کب غلامی کا ہے زیبِ مسلم

کہ ہر چیز موزوں ہے اپنے محل میں

یہ اعمالِ بد کی ہے پاداش ورنہ

کہیں شیر بھی جوتے جاتے ہیں ہل میں

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

نگاہ کی حفاظت

سلسلہ تسہیل المواعظ

حکیم الامت مجدد الملت

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب

نور اللہ مرقدہ

ناشر: انجمن احیاء السنہ (رجسٹرڈ)

نفیر آباد ○ باغبانپورہ ○ لاہور پوسٹ کوڈ: 54920

فون: 6551774

سلسلہ تسہیل المواعظ

سلسلہ نشر و اشاعت نمبر ۱۶۰

نام وعظ : ــــــــــ نگاہ کی حفاظت
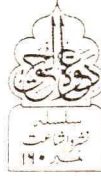
واعظ : ــــــــــ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ

تسہیل از : ــــــــــ مولانا انوار الحق صاحب مرحوم امروہی رحمۃ اللہ علیہ

کتابت : ــــــــــ محمد علی زاہد

ملنے کے پتے

لٹریچر کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف ان پتوں سے ہوتی ہے

یادگار خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ

بالمقابل چڑیا گھر شاہراہ قائداعظم لاہور پوسٹ بکس نمبر: 2074 پوسٹ کوڈ: 54000

فیکس: 042-6370371 فون: 042-6373310

E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ) نصیر آباد ○ باغبانپورہ ○ لاہور پوسٹ کوڈ: 54920

فون: 6551774 -

زیر نگرانی اشاعت

ڈاکٹر عبدالمقیم

خلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

رہائش 32 ایبٹ بلاک نصیر آباد باغبانپورہ لاہور ● فون: 042-6551774-

Mobile:0300-9489624 E-mail: dramuqueem@yahoo.com

فہرست

منتخب از غض البصر وعظ ہشتم دعوات عبدیت حصہ دوم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ط وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ط وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ۔ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ○

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت کو جانتے ہیں اور جس شے کو سینے میں چھپاتے ہیں اس کو جانتے ہیں۔ (سورۃ المومن، آیت ۱۹، رکوع ۷، پارہ ۲۴)

اس آیت کے متعلق یہ مضمون ہیں۔

یہ ایک آیت ہے کہ جس کے لفظ تو بہت نہیں مگر اس کے معنی بہت کچھ ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ہماری ایک برائی بتلائی ہے اور ساتھ ہی اس پر ملامت بھی ہے اور اس آیت میں جس برائی کا بیان ہے۔ اس میں لوگ عام طور پر پھنس رہے ہیں۔ اس وجہ سے میں اس آیت کو بیان کروں گا کیونکہ مرضوں میں سے اسی مرض سے خبردار کیا جاتا ہے جس میں لوگ پھنسے ہوئے ہوں۔ مرض سے میری مراد گناہ ہے۔

مرض سے اتنی تکلیف نہیں پہنچتی جتنی کہ گناہ سے پہنچتی ہے

لوگوں کو تعجب ہوگا کہ گناہ کو مرض کیوں کہا بات یہ ہے کہ مرض سے جیسے تکلیف پہنچتی ہے ایسے ہی گناہ سے بھی تکلیف پہنچتی ہے بلکہ گناہ سے جو تکلیف پہنچتی ہے وہ مرض کی تکلیف سے بہت بڑھی ہوئی ہے۔ کیوں کہ مرض سے تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ مرجاوے گا اور مرنے سے تو بعض وقت اور نفع ہوتا ہے کہ بہت سے جھگڑوں سے چھوٹ جاتا ہے۔ کیوں کہ جس قدر بھی تکلیفیں ہوتی ہیں وہ اسی روح اور جسم کے آپس کے تعلق کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ دیکھئے کہ جو بدن سن ہو جاتا ہے اس کو اگر کاٹ بھی ڈالیں تو کچھ تکلیف نہیں اور جس شخص پر فالج گرا ہو تو اس کے جتنے بدن پر فالج کا اثر ہو اس میں آپ چاہے سوئیاں چبھوئیں کچھ بھی تکلیف نہ ہوگی۔ کیوں کہ جو تعلق روح کو بدن سے پہلے تھا اب ویسا تعلق نہیں رہا۔ گو تھوڑا بہت تعلق ہو جس کی وجہ سے وہ حصہ بدن کا گلتا سڑتا نہیں جیسے مردہ کا بدن گل جاتا ہے۔ پس جب روح کا تعلق بدن سے بالکل ہی نہ رہے گا تو پھر تکلیف کیونکر ہو سکتی ہے۔

بیماری نہ رہنے کے دو طریقے ہیں

خلاصہ یہ ہے کہ روح جدا ہو جاتی ہے تو کوئی تکلیف نہیں رہتی اس وقت ایک لطیفہ یاد آیا ایک طبیب کی کسی نے تعریف کی کہ یہ بڑے اچھے حکیم ہیں ان کے علاج سے بیماری ہی نہیں رہی یعنی بیمار ہی نہیں رہتا جو بیماری رہے کیونکہ بیماری نہ رہنے کے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ بیمار کی بیماری جاتی ہے اور بیمار باقی رہے مرے نہیں بلکہ تندرست ہو جاوے اور ایک طریقہ بیماری نہ رہنے کا یہ ہے کہ بیمار ہی چل دے جیسے کسی افیونی کے ناک پر مکھی آکر بیٹھی اس نے اُڑا دیا۔ وہ پھر آکر بیٹھی جب کئی بار اُڑانے

سے نہ گئی تو اس نے چھری لے کر ناک اڑا ڈالی اور کہا کہ وہ اڈا ہی نہیں رہا جس پر اب بیٹھے گی

جب آدمی مرجاتا ہے تو کوئی مرض نہیں رہتا

خلاصہ یہ ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو نہ زکام رہتا ہے نہ کھانسی نہ بخار نہ فکر نہ رنج سب بلائیں اور تکلیفیں دُور ہو جاتی ہیں ۔ بالکل آرام چین ہو جاتا ہے ۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قصہ

آرام کے لفظ پر ایک قصہ یاد آیا کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور اُنکی بیوی ام سلیمؓ ان دونوں میاں بی بی کی حدیث شریف میں بہت تعریف آئی ہے ۔ ایک مرتبہ ان کا ایک بچہ بیمار ہو گیا حضرت ابوطلحہ ہمیشہ آ کر بی بی سے اس کا حال پوچھتے ایک روز بچہ انتقال کر گیا ۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت باہر تھے بی بی نے یہ خیال کیا کہ اگر میں اب اس کی خبر کروں تو رات کا وقت ہے نہ کھائیں گے اور نہ نیند آئے گی خواہ مخواہ بیچین ہوں گے اس لیے مناسب یہ ہے کہ اس وقت انہیں خبر ہی نہ کی جائے حضرت ابوطلحہؓ جب باہر سے تشریف لاتے تو موافق عادت کے دریافت کیا کہ بچہ کیسا ہے ؟ اب یہ وقت بڑے امتحان کا تھا ۔ سچ بولیں تو جو مصلحت سوچی تھی اس کے خلاف ہوتا ہے اور اگر جھوٹ بولیں تو وہ بڑا بھاری گناہ حقیقت میں انہیں جواب دینے میں بڑی دقت ہوتی لیکن دینداری ایسی چیز ہے کہ عقل اور سمجھ کو بھی زیادہ کر دیتی ہے پس اللہ تعالٰے نے ان کو جواب سمجھا دیا کہنے لگیں کہ اب تو اس کو آرام ہے اس لیے کہ موت سے بڑھ کر کوئی اور آرام نہیں ہے ایک لطیفہ یاد آیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میرے باپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو جیسی کہ ایک گاؤں کے آدمی نے مجھے

تسلی دی ایسی کسی اور نے نہیں دی سچ یہ ہے کہ دیندار خواہ گاؤں کا ہو یا شہر کا اس کی سمجھ درست ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے وہ جو بات کہتا ہے ٹھیک کہتا ہے اس گاؤں والے نے تسلّی یہ دی کہ آپ صبر کیجئے ہم بھی آپ کی وجہ سے صبر کریں گے کیونکہ ہم چھوٹے ہیں اور آپ ہمارے بڑے ہیں اور چھوٹوں کا صبر بڑوں کے صبر کے بعد ہوتا ہے (جب بڑے صبر کرتے ہیں تو چھوٹے بھی صبر کرتے ہیں) اور آپ کے والد کے انتقال کرنے سے نہ تو آپ کا نقصان ہوا بلکہ اور نفع ہی ہے اور وہ نفع یہ ہے کہ تم کو ثواب ملا اور وہ ثواب تمہارے لیے حضرت عباس رضؓ سے بہتر ہے اور تمہارے والد حضرت عباسؓ کا بھی کچھ نقصان نہیں ہوا اس لیے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے مل گئے اور اللہ تعالےٰ عباسؓ کے لیے تم سے بہتر ہے یعنی تمہارے پاس رہنے سے اللہ کے پاس رہنا بہتر ہے۔ یہ اس گاؤں والے نے عجیب بات کہی

موت مومن کا تحفہ ہے

حقیقت میں موت ایسی ہی آرام کی چیز ہے حدیث میں آیا ہے کہ موت مومن کا تحفہ ہے اور انسان کی حالت یہ ہے کہ اس سے بھاگتا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ اس نے اس جہان کو دیکھا نہیں موت ایک ریل گاڑی کی طرح ہے جیسے گاڑی ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دیتی ہے اسی طرح اس جہاں سے آخرت کے جہاں میں پہنچا دیتی ہے۔ جب گاڑی میں آدمی بیٹھا ہوتا ہے تو اس کو کچھ خبر نہیں ہوتی کہ میرے لیے وہاں کیا کیا تیار ہو رہا ہے۔ جب ریل سے سٹیشن پر اُتر کے دیکھا کہ وہاں طرح طرح کے سامان ہیں ایک مخلوق استقبال کے لیے کھڑی ہے طرح طرح کی نعمتیں کھانے پینے کی موجود ہیں تو اس وقت جانتا ہے کہ اللہ اکبر یہاں تو ہمارے لیے بڑا سامان ہے اور جہاں سے آیا تھا وہ سب اس کی نظر میں حقیر معلوم ہونے لگتا ہے۔ بلکہ اس کا خیال تک ہی نہیں آتا اسی طرح اس دُنیا کا حال ہے کہ اس

وقت یہاں کچھ خبر نہیں لیکن جب یہاں سے کوچ ہوگا تو اللہ نے چاہا تو وہاں دیکھ لیں گے کہ کیسی کیسی نعمتیں ہمارے لیے موجود ہیں۔ ان کے سامنے دنیا کی نعمتوں کی کچھ بھی حقیقت نہیں اور بزرگوں نے تو ظاہری آنکھوں سے یا دل کی آنکھوں سے وہاں کی نعمتوں کو دیکھا ہے اس لیے ان کی نظروں میں دنیا کی کچھ قدر نہیں دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایسی چھوٹی ہے جیسے ماں کا پیٹ دُنیا کے سامنے چھوٹا ہے کہ کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا اور جس طرح بچہ اپنی خوشی سے دُنیا میں نہیں آتا اسی طرح آدمی آخرت کے جہاں میں جانا نہیں چاہتا اور جیسے بچہ ماں کے پیٹ کو سمجھتا ہے کہ تمام جہاں یہی ہے اور آگے اس کی نظر ہی نہیں جاتی مگر جب ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے تو حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ دُنیا کے سامنے ماں کا پیٹ کچھ بھی نہیں اسی طرح ہم لوگ جب یہاں سے جاویں گے اور اس جہاں کو دیکھیں گے تو اس دُنیا کی حقیقت معلوم ہوگی۔ غرض کہ موت ہر طرح آرام چین کی چیز ہے۔ اسی واسطے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اب بچہ کو آرام ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا اور پھر ان کو بی بی کے پاس جانے کی رغبت ہوتی اور بی بی کا حال یہ کہ ظاہر میں تو جو کچھ میاں کہتے تھے ان کی خوشی کے واسطے سب کچھ کر رہی تھیں۔ مگر اندر جو کچھ دل کی حالت تھی وہ خدا ہی کو معلوم تھی۔ غرض میاں تو فارغ ہو کر سو رہے اور بی بی کو کیا نیند آئی ہوگی۔ صبح کے وقت جب حضرت ابوطلحہؓ نماز پڑھ کر تشریف لائے تو بی بی نے پوچھا کہ بھلا ایک بات تو بتلاؤ اگر کوئی شخص کسی کے پاس کوئی امانت رکھ دے تو جب وہ اپنی امانت مانگے تو ہنسی خوشی دینا چاہیے یا ناک منہ چڑھانا چاہیے انہوں نے فرمایا کہ نہیں ہنسی خوشی دینا چاہیے۔ کہا تو اللہ تعالےٰ نے اپنی امانت لے لی اب تم صبر کرو میاں ناراض بھی ہوئے کہ رات کو تم نے خبر نہ کی انہوں نے جواب دیا کہ رات کہہ دینے سے

کیا نفع ہوتا فضول تم پریشان ہوتے، مجھے اس پر یہ قصہ یاد آیا کہ انہوں نے موت کا نام آرام رکھا۔

روح کی بیماریاں بدن کی بیماریوں سے بہت سخت ہیں

خلاصہ یہ کہ بدن کی بیماریوں سے نقصان زیادہ سے زیادہ موت ہے اور موت سے چوں کہ تمام تکلیفیں ختم ہو جاتی ہیں اس لیے وہ کچھ بُری نہیں مگر پھر بھی بدن کی بیماریوں کا اس قدر خیال ہوتا ہے جس کی کچھ حد نہیں مگر روح کی بیماری یعنی گناہ کرنا یہ تو اس طرح ہلاک کر دیتی ہے کہ نہ زندہ ہی رہتا ہے نہ مرتا ہی ہے یعنی دوزخ میں پہنچا دیتی ہے وہاں اگر موت ہی آجاتی تو سب قصے ختم ہو جاتے مگر وہاں یہ بھی نہیں اس لیے اس بیماری کا بہت خیال رکھنا چاہیے مگر حالت یہ ہے کہ صرف زکام ہو جاتا ہے تو حکیم جی کے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں اور روح کی سینکڑوں بیماریاں بھی ہوتی ہیں تو کچھ پروا نہیں ہوتی اور یوں تو ہر گناہ سے بچنے کا خیال رکھنا چاہیے مگر جس گناہ کو ہلکا سمجھا جاوے اس کا بہت ہی خیال رکھنا چاہیے کسی نے بقراط سے پوچھا کہ بیماریوں میں سے کون سی بیماری زیادہ سخت ہے۔ کہا جس بیماری کو ہلکا سمجھا جاوے وہ بہت سخت ہے اس لیے کہ جب کسی گناہ کو ہلکا اور معمولی سمجھا تو پھر اس کا کچھ علاج نہیں۔

بدنگاہی اور بُری نیت کو لوگ ہلکا گناہ سمجھتے ہیں

سو اس آیت میں ایک ایسے ہی گناہ کا بیان ہے جس کو لوگوں نے ہلکا سا سمجھ رکھا ہے اور اسی وجہ سے میں نے اس آیت کا بیان اختیار کیا ہے اس آیت میں دو گناہوں کا ذکر فرمایا ہے۔ آنکھوں کے گناہ

کا اور دل کے گناہ کا اور یوں تو آنکھوں کے بہت سے گناہ ہیں لیکن ایک خاص گناہ کا ذکر ہے وہ کیا ہے بدنگاہی اسی طرح دل کے بہت سے گناہ ہیں۔ لیکن یہاں ایک خاص گناہ کا ذکر ہے یعنی نیت بُری ہونا ان دونوں گناہوں کو لوگ گناہ تو سمجھتے ہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ جس قدر یہ نقصان پہنچاتے ہیں اس قدر اس کو سمجھتے نہیں۔ دیکھئے ادنٰی اثر یہ ہونا چاہیے کہ گناہ کر کے کم سے کم دل تو میلا ہو جاوے مگر اس گناہ کے بعد دل بھی میلا نہیں ہوتا۔ ان دونوں گناہوں کو لوگ بہت معمولی سمجھتے ہیں۔ کسی عورت کو دیکھ لیا کسی لڑکے کو گھور لیا۔ اس کو ایسے سمجھتے ہیں جیسے کسی اچھے مکان کو دیکھ لیا اور یہ گناہ وہ ہے کہ اس سے بوڑھے بھی نہیں بچے ہوئے نہیں بدکاری سے تو بہت لوگ بچے ہوتے ہیں کیونکہ اس کے لیے بہت کچھ تدبیریں کرنی پڑتی ہیں اوّل تو جس سے ایسا فعل کرے وہ راضی ہو اور روپیہ بھی پاس ہو اور اس شخص کو حیا اور شرم بھی نہ ہو جب کہیں ایسا کر سکتا ہے ورنہ اس کی نوبت آ نہیں سکتی کیونکہ کوئی تو اس وجہ سے بچتا ہے کہ اگر کسی کو خبر ہو گئی تو کیا ہو گا کسی کو خیال ہوتا ہے کہ کوئی بیماری نہ لگ جائے کسی کے پاس روپیہ نہیں ہوتا کسی کو اپنی آبرو کا خیال ہوتا ہے اور اس قسم کی بہت سی وجہیں ہیں جس کی وجہ سے آبرودار آدمی بدکاری سے بچتے ہیں خاص کر جو دیندار سمجھے جاتے ہیں وہ اس میں بہت کم پھنسے ہوتے ہیں۔ بخلاف آنکھوں کے گناہ کے کہ اس میں کچھ سامان کی ضرورت ہی نہیں۔ کیونکہ اس میں نہ تو روپیہ کی کچھ ضرورت ہے اور نہ اس میں کچھ بدنامی ہے کیونکہ اس کی خبر تو اللہ ہی کو ہے کہ کیسی نیت ہے۔ کسی کو گھور لیا مولوی صاحب مولوی صاحب رہے اور قاری صاحب قاری صاحب رہے نہ اس گھورنے سے مولوی صاحب کے مولوی ہونے میں فرق آیا اور نہ قاری صاحب کے قاری ہونے میں کوئی دھبہ لگتا ہے اور گناہوں کی خبر تو اوروں کو بھی ہو

جاتی ہے مگر اس کی خبر کسی کو نہیں ہوتی ۔ گناہ کرتے ہیں اور نیک نام رہتے ہیں ۔ لڑکوں کو گھورتے ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کو بچوں سے بڑی محبت ہے ۔ جب آنکھوں کے گناہ کی دوسروں کو خبر نہیں ہوتی تو دل کے گناہ پر تو کیسے خبر ہو سکتی ہے ۔

بزرگوں کی پردہ پوشی

اور جن بزرگوں کو خبر بھی ہو جاتی ہے کہ فلاں شخص نے بدنگاہی کا گناہ کیا یا بُری نیت کی تو وہ ایسے ظرف والے ہوتے ہیں کہ ان کا عیب کسی سے کہتے نہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور وہ کسی کو بُری نگاہ سے دیکھ کر آیا تھا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس شخص کا نام لے کر تو نہ کہا لیکن یہ فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ انکی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے ۔ تو آپؓ نے اس طرح فرما دیا کہ کسی کی رُسوائی بھی نہ ہوئی اور جو کرنے والا تھا وہ سمجھ گیا کہ مجھے فرمایا ہے ۔ جن بزرگوں کو چھپی ہوئی باتیں بھی معلوم ہو جاتی ہیں اور ان کو کشف ہوتا ہے انھوں نے لکھا ہے کہ

بدنگاہی سے آنکھ بے نور ہو جاتی ہے

بدنگاہی سے آنکھوں میں ایسی بے رونقی پیدا ہو جاتی ہے جس کو تھوڑی سی بھی سمجھ ہوگی وہ پہچان لے گا کہ اس شخص کی نگاہ پاک نہیں ہے اگر دو شخص ایسے ہوں کہ عمر میں بھی برابر ہوں اور خوبصورتی میں برابر ہوں اور فرق ان دونوں میں صرف اتنا ہو کہ ایک تو گنہگار ہو اور دوسرا دیندار ہو جب چاہے دیکھ لو دیندار کی آنکھ میں رونق ہوگی اور گنہگار کی آنکھ میں ایک قسم کی بے رونقی ہوگی ۔ لیکن جن بزرگوں کو معلوم ہو جاتا ہے وہ کسی کا نام لے کر اس کو رُسوا نہیں کرتے بلکہ عیب چھُپاتے ہیں ۔

شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت پردہ پوشی کے متعلق

اس پر مجھے شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت یاد آئی کہ شاہ صاحب مسجد میں بیٹھ کر حدیث پڑھایا کرتے تھے ایک مرتبہ موافق عادت کے مسجد میں حدیث پڑھا رہے تھے ایک طالب علم وقت سے دیر کر کے سبق کے لیے آئے حضرت شاہ صاحبؒ کو کشف کے ذریعہ معلوم ہو گیا کہ اس کو نہانے کی حاجت ہے اور ابھی تک نہایا نہیں۔ شاہ صاحبؒ نے مسجد سے باہر ہی روک دیا اور فرمایا آج طبیعت سست ہے جمنا پر چل کر نہائیں گے سب لنگیاں لے کر چلو سب لنگیاں لے کر چلے اور سب نہائے دھوئے اور وہاں سے آ کر شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ناغہ مت کرو کچھ پڑھ لو وہ طالب علم شرمندگی سے پانی پانی ہو گیا۔ اللہ والوں کی یہ شان ہوتی ہے۔ کیسے عمدہ طریقے سے اسے غسل کرنے کا حکم کیا اور جب بزرگوں کی شان معلوم ہو گئی کہ وہ کسی کو رسوا نہیں کرتے تو جو لوگ ان کی خدمت میں آتے جاتے ہیں۔ انہیں بھی چاہیے کہ ایسے بزرگوں سے اپنے عیب کو چھپایا نہ کریں اس لیے کہ عیب ظاہر نہ کرنا دو وجہ سے ہوتا ہے یا تو اس خوف سے ہوتا ہے کہ یہ ہمارے عیب سنکر ہمیں حقیر سمجھیں گے۔ سو ان حضرات میں یہ بات کہاں وہ تو اپنے نفس کے سوا اور کسی کو حقیر نہیں سمجھتے اور یا عیب ظاہر کرنے میں یہ خوف ہوتا ہے کہ کہیں کسی کو خبر نہ کر دیں سو ان حضرات میں یہ بات بھی نہیں ہوتی۔ ان سے صاف صاف اپنے عیب بیان کر دینے چاہئیں مگر یہ علاج کرانے کی غرض سے ظاہر کرے نہ کہ بے ضرورت کیونکہ بلا ضرورت گناہ کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے۔ غرض یہ کہ جن کو اس قسم کے گناہوں کی خبر ہو جاتی ہے وہ کسی کو رسوا نہیں کرتے اور جو لوگ رسوا کرنے والے ہیں ان کو خبر نہیں ہوتی

اس لیے بدنگاہی کا گناہ اکثر چھپا ہی رہتا ہے اس لیے اکثر لوگ بے دھڑک اس کو کرتے ہیں

بدنگاہی بہت آسان ہے

پھر زنا اور دوسرے گناہوں میں جیسے چوری وغیرہ اس کی بھی ضرورت ہے کہ طاقت اور قوت بھی ہو اور بدنگاہی میں اس کی بھی ضرورت نہیں۔ اس لیے بوڑھے بھی اس میں مبتلا ہیں۔ دیکھئے بوڑھا اگر عاشق ہو جائے اور قابو بھی چل جائے تو کچھ بھی نہیں کر سکتا اس لیے کہ وہ قوت ہی نہیں ہے مگر آنکھوں کے دیکھنے میں تو اس کی بھی ضرورت نہیں خواہ قبر ہی میں پیر لٹکائے بیٹھا ہو۔ مجھے ایک بوڑھے آدمی ملے اور وہ بہت دیندار تھے انھوں نے اپنی حالت بیان کی کہ میں لڑکوں کو بُری نظر سے دیکھا کرتا ہوں یہ بیماری میرے اندر ہے۔ ایک اور بوڑھے تھے وہ عورتوں کو گھورا کرتے تھے اور یہ مرض اوّل جوانی میں پیدا ہوتا ہے بلکہ سب گناہوں کی یہی حالت ہے کہ اول جوانی کے جوش میں کر بیٹھتے ہیں۔ پھر وہ مرض اور روگ لگ جاتا ہے اور قبر میں جانے تک اس میں پھنسے رہتے ہیں۔ جیسے حقہ کہ اوّل کسی مرض کی وجہ سے پینا شروع کیا تھا مگر پھر یہ روگ لگ جاتا ہے۔ کہ چھوٹتا ہی نہیں لیکن جوان اور بوڑھے میں یہ فرق ہے کہ جوان آدمی تو علاج کرانے کے لیے اپنے عیب کسی سے کہہ بھی دیتا ہے اور بوڑھا آدمی کہتا ہوا شرماتا ہے اسی وجہ سے کہتا نہیں پس چونکہ بدنگاہی اور بُری نیت کرنا کسی پر ظاہر نہیں ہوتا بلکہ چھپا رہتا ہے۔ اس وجہ سے بہت سے آدمی اس گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں اور اس کو بڑا گناہ سمجھتے بھی نہیں اس وجہ سے اور بھی نہیں بچتے اسی واسطے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اللہ جانتے ہیں آنکھوں کے گناہ کو اور جس کو سینے میں چھپائے ہوئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تم جو یہ سمجھتے ہو کہ ہمارے اس گناہ کی کسی کو خبر نہیں یہ تمہاری بے سمجھی ہے تمہارے اس گناہ کی تو ایسے کو خبر ہے جس

کے خبردار ہونے سے تم پر غضب ٹوٹ پڑے گا۔ کیوں کہ اس کی اللہ تعالیٰ کو خبر ہے اور انہیں تمہارے اوپر ہر طرح کی قدرت ہے تو پھر تم کو خوف کرنا چاہیے دیکھو آدمی دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جن کی آنکھ میں حیا شرم ہوتی ہے اور دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جن میں حیا شرم نام کو نہیں ہوتی۔ سو جن میں حیا شرم ہوتی ہے وہ تو اس سے گڑ جاتے ہیں کہ ہماری اس بے ہودہ حرکت کی کسی کو خبر ہو جاوے گی انہیں تو گناہ سے بچانے کے لیے اتنی ہی بات بہت ہے کہ انہیں یہ معلوم ہو جاوے کہ جو گناہ ہم کریں گے اس کی اللہ تعالیٰ کو خبر ہو جاوے گی جس کو حیا شرم ہوتی ہے اسے اس کا بڑا خیال ہوتا ہے کہ ہماری کسی بُری بات کی دوسرے کو خبر نہ ہو جاوے اور اگر اس کو پتہ چل جاتا ہے کہ ہمارے اس کام کی دوسروں کو خبر ہو جاوے گی تو وہ اس کام کے نزدیک بھی نہیں جاتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ڈرانے کو کہا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کو بدنگاہی اور بُری نیت کی بھی خبر ہو جاتی ہے ذرا ان سے شرم رکھنا ان کے سامنے بے حیا مت ہو جانا تو حیا شرم والے تو اس کہنے سے رک جاویں گے اور جو لوگ بے حیا بے شرم ہوتے ہیں وہ اس سے نہیں ڈرتے کہ کسی کو خبر ہو جاوے گی بلکہ وہ تو جوتوں سے ڈرتے ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ذرا سنبھلے رہو تمہارے اس گناہ کی بھی اللہ کو خبر ہے یعنی دیکھو پھر کیسے تمہارے اوپر جوتے پڑتے ہیں جو تم یاد ہی کرو پس اللہ تعالیٰ نے دونوں قسم کے لوگوں کو ڈرایا حیا داروں کو تو اس سے کہ تمہارے گناہ کی ہم کو خبر ہے ذرا شرم رکھنا وہ تو اس شرم سے رکے رہیں گے کہ اگر ہم ایسا کریں گے تو انہیں خبر ہو جاوے گی بے حیا اس خیال سے رُکے رہیں گے کہ اگر ہم ایسا کریں گے تو انہیں خبر ہو جاوئے گی پھر جوتے پڑیں گے۔ غرض اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ اس گناہ سے بچنے کا بہت خیال رکھنا چاہیے۔

بدنگاہی سے ہم لوگ کچھ پرہیز نہیں کرتے

اب ہم کو اپنی حالت دیکھنا چاہیے کہ ہم اس سے بچنے کا کتنا خیال رکھتے ہیں ۔ میرے خیال میں شاید ہزار میں ایک اس سے بچا ہوا ہو ورنہ عام طور پر لوگ اس میں پھنسے ہوئے ہیں اور اس کو بہت ہلکا سا گناہ سمجھتے ہیں ۔ جو لوگ جوان ہیں انہیں تو معلوم بھی ہوتا ہے کہ ہم میں بدنگاہی کا مرض ہے اور جن کی عمر جوانی سے ڈھل گئی ہے اور شہوت کم ہو گئی ہے انہیں یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ ہم میں یہ مرض ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم کو تو شہوت ہی نہیں ہے اس لیے ہم اگر کسی کو دیکھ لیں نظر کر لیں تو کیا حرج ہے سو ان کو اپنے مرض کی بھی خبر نہیں ہوتی ۔

خوبصورت انسان کے دیکھنے کی خواہش اور قسم کی ہوتی ہے اور پھول وغیرہ کے دیکھنے کی خواہش اور قسم کی

اور بعضوں کو اور دھوکہ ہوتا ہے وہ یہ کہ شیطان بہکاتا ہے کہ اچھی صورت دیکھ لینے میں کیا حرج ہے یہ تو ایسا ہے جیسے کسی پھول کو یا اچھے کپڑے اچھے مکان وغیرہ کو دیکھ لیا ۔ یاد رکھو یہ بالکل دھوکہ ہے ۔ بات یہ ہے کہ خوبصورت انسان کو دیکھنا اور طرح کی خواہش سے ہوتا ہے ، پھول اور خوبصورت مکان دیکھنے کی خواہش اور طرح کی ہوتی ہے دونوں کے دیکھنے کی خواہش ایک طرح کی ہرگز نہیں ۔ دیکھو اچھے کپڑے کو دیکھ کر کبھی یہ دل نہیں چاہتا کہ اسے گلے لگا لوں سینے سے چمٹا لوں اور خوبصورت انسان کو دیکھ کر یہی دل چاہتا ہے تو معلوم ہوا کہ دونوں کے دیکھنے کی خواہش ایک نہیں ہے بلکہ جدا جدا ہے ۔ ایک دھوکہ اور ہوتا ہے وہ یہ کہ بعضے کہتے ہیں کہ جیسے اپنے بیٹے کو دیکھ کر جی چاہتا ہے کہ گلے لگا لوں اسی طرح

دوسرے بچے کو دیکھ کر بھی ہمارا یہی جی چاہتا ہے۔ صاحبو! کھلی ہوئی بات ہے اپنے سیانے بچے اور دوسرے کے سیانے لڑکے میں بڑا فرق ہے اپنے لڑکے کو گلے لگانا چمٹانا اور طرح کا ہے اس میں شہوت بالکل نہیں ہوتی اور دوسرے کے لڑکے کو جو گلے لگانے اور چمٹانے کی خواہش ہوتی ہے اس میں شہوت بھی ہوتی ہے کیوں کہ گلے لگانے سے بھی آگے بڑھنے کو بعض کا جی چاہتا ہے۔ معشوق کی جدائی میں اور قسم کا رنج ہوتا ہے اور اپنے لڑکے کی جُدائی میں اور قسم کا اور ویسے تو ہر بدنگاہی بری ہے لیکن لڑکوں پر بدنگاہی کرنا تو بالکل ہی زہر ہے اس سے کھلم کھلا شرع نے منع کیا ہے ہمارے بزرگوں نے بھی اس کی جو بُرائیاں لکھی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑی بھاری بلا ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ بدنگاہی شیطان کا تیر ہے یعنی اس بدنگاہی کی بدولت آدمی شیطان کا شکار ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص دیندار ہونا چاہے اس کے لیے عورتوں اور لڑکوں کے ساتھ ملا جلا رہنا نہایت نقصان کی چیز ہے اور اس کے حق میں یہ ڈاکو ہے کہ اس کو اس کے مطلب تک ہرگز پہنچنے نہ دے گا ایک اور بزرگ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنے دربار سے نکالنا چاہتے ہیں اس کو لڑکوں کی طرف خواہش اور ان کی محبت دے دیتے ہیں۔ غرض یہ بڑے نقصان کی چیز ہے اور بدنگاہی میں ایک اور بھی بڑی بھاری خرابی ہے جو اور کسی گناہ میں نہیں وہ یہ ہے کہ اور گناہ تو ایسے ہیں کہ جب ان کو خوب دل بھر کے کر چکے تو پھر ان سے دل ہٹ جاتا ہے مگر بدنگاہی ایسی بُری چیز ہے کہ جتنی بدنگاہی کرتا ہے اتنی ہی اور زیادہ خواہش بڑھتی جاتی ہے دیکھو آدمی کھانا کھاتا ہے پیٹ بھر جاتا ہے پانی پیتا ہے پیاس بجھ جاتی ہے مگر یہ بدنگاہی ایسی بُری بلا ہے کہ اس سے دل ہی نہیں بھرتا۔ اس بُرائی میں تو سب گناہوں

سے بڑھ کر بُرائی ہے بعضے لوگ اس کو سمجھتے ہیں کہ اس سے خداتعالےٰ کی نزدیکی بڑھتی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ہم تو خوبصورتوں کو اس وجہ سے دیکھتے ہیں کہ ان میں اللہ کی قدرت نظر آتی ہے مگر یہ نرا شیطانی دھوکہ ہے۔

ایک عابد کی خوبصورت لڑکے پر نظر پڑنے کا قصّہ

شیخ سعدیؒ صاحب نے ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک شخص بڑے پرہیزگار کہلاتے تھے ایک مرتبہ انھوں نے ایک خوبصورت کو دیکھا دیکھ کر آپ کو حال آگیا اور لوٹنے لگے آخر بے ہوش ہوگئے اتنے میں بقراط کا ادھر سے گذر ہُوا انھوں نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے لوگوں نے کہا کہ ایک خوب صورت پر ان بزرگ صاحب کی نظر پڑگئی تھی اس میں انہیں ایسی اللہ کی قدرت نظر آئی کہ بس بے ہوش ہوگئے۔ بقراط نے کہا کہ ایک اونٹ کے بچّہ میں بھی تو اللہ کی قدرت نظر آتی ہے اس کو دیکھ کر ان کو کیوں نہیں حال آتا جن کو اللہ کی قدرت نظر آتی ہے تو خوب صورت لڑکوں میں اور اونٹ میں دونوں ہی میں برابر نظر آتی ہے اور اگر کوئی کہے کہ مجھ کو خوب صورت آدمی اور اونٹ دونوں برابر معلوم ہوتے ہیں جیسے خوب صورت آدمی کے دیکھنے سے ہماری حالت ہوتی ہے اسی طرح اونٹ کے دیکھنے سے تو اس شخص کی یہ بات بالکل جھوٹ ہے آدمی اپنی طبیعت کا خود اندازہ کر سکتا ہے دونوں میں فرق دیکھ لے، اس خواہش کو عشق کہتے ہیں یہ عشق نہیں ہے یہ شہوت ہے یہ سارا فساد روٹیوں کا ہے ایسے لوگوں کو چار روز تک روٹی نہ ملے اس کے بعد پوچھا جاوے کہ روٹی لاؤں یا لڑکا لاؤں یہ کہے گا لڑکا اپنی ایسی تیسی میں جاوے روٹی لاؤ۔

بزرگوں نے جو عشق مجازی کا امر فرمایا ہے اس کا مطلب

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ملا جامی نے تو عشق کرنے کا حکم کیا ہے چاہے اللہ تعالیٰ کا عشق ہو چاہے اور کسی کا اور قصہ لکھا ہے کہ ایک بزرگ کے پاس کوئی مرید ہونے کو گیا تھا ان بزرگ نے فرمایا کہ اوّل عاشق ہو آ۔ جب کہیں مرید کروں گا۔ اس سے بعضے بیوقوفوں نے یہ سمجھ لیا کہ جب تک کسی رنڈی یا لونڈے پر عاشق نہ ہو اس وقت تک اللہ تعالیٰ کا بھی عشق میسر نہیں ہوتا یہ بڑی غلطی اور بے سمجھی ہے اس کا مطلب میں عرض کرتا ہوں بات حقیقت میں یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اس کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو جس جس کے ساتھ تعلق ہے سب کو مٹا دے کسی سے بھی کچھ تعلق نہ رہے دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہو جاوے اب رہی اس کی تدبیر کہ دوسروں سے اپنے تعلق کیسے مٹا دیں تو اس کے بہت سے طریقے ہیں ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ جس جس چیز سے تعلق ہو اس کو دل سے ایک ایک کر کے مٹا دے۔ چنانچہ پہلے لوگوں کا یہی طریقہ تھا۔ لیکن اس طریقہ میں بہت دشواری ہے اس لیے کہ اگر کسی شخص کو دس چیزوں سے تعلق ہے مکان سے باغ سے اولاد وغیرہ سے اور دس ہی اس کے اندر عیب ہیں۔ حسد ہے غرور ہے عداوت ہے وغیرہ وغیرہ تو اس طریقہ سے اگر اس کا علاج کریں گے تو ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ علاج کیا جاوے گا اور اس کے لیے بڑی عمر چاہیے اور پھر بھی کچھ نہ کچھ عیب رہ ہی جاویں گے اس دشواری کو دیکھ کر پچھلے بزرگوں نے ایک نیا طریقہ نکالا جیسے کہ مہربان طبیب کی شان ہوتی ہے کہ بیمار اگر کڑوی دوا سے ناک منہ چڑھائے تو وہ اس کو کسی اچھی تدبیر سے کھلا دیتا ہے

یا وہ دوا بدل دیتا ہے ایسے ہی پچھلے بزرگوں نے دیکھا کہ اگر ایک شخص کو ہزار چیز سے تعلق ہے تو اگر ایک ایک چیز سے تعلق چھڑایا جاوے تو بہت مدت لگے گی کوئی تدبیر ایسی ہونی چاہیے کہ ایک دم سے سارے تعلقوں کا خاتمہ ہو جاوے جیسے کسی مکان میں کوڑا بہت ہو تو اس کی صفائی کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ایک ایک تنکا لیا اور پھینکدیا اسی طرح سب تنکے اور کوڑا مکان سے باہر پھینکدیا جاوے مگر اس میں بڑا وقت صرف ہوگا اور ایک طریقہ صفائی کا یہ ہے کہ جھاڑو لے کر تمام تنکوں کو ایک جگہ جمع کر کے پھینک دیا تو ایسے ہی یہاں بھی کوئی جھاڑو ہونی چاہیے جو سارے تعلقات کو ایک جگہ سمیٹ کر پھر سب کو اکٹھا دل سے دُور کر دے پس ان کی سمجھ میں آیا کہ عشق ایک ایسی چیز ہے کہ اپنے سوا سب چیزوں کو پھونک کر خود ہی رہ جاتا ہے اور کسی چیز کا نشان تک نہیں چھوڑتا دیکھئے اگر کوئی کسی پر عاشق ہو جاتا ہے تو مال بیوی بچے باغ مکان یہاں تک کہ اپنی جان تک اس کے واسطے برباد کر دیتا ہے۔ ایک رئیس کو بیلوں کا عشق تھا ہزاروں روپیہ اس میں کھو دیا۔ ہمارے استاد حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو کتابوں کا شوق تھا خود نہ دیکھتے تھے مگر سینکڑوں کتابیں خرید کر رکھ چھوڑیں غرض عشق وہ چیز ہے کہ سوائے معشوق کے سب کو مٹا دیتا ہے۔ اس لیے ان بزرگوں نے یہ طریقہ نکالا کہ اول عشق پیدا کرنا چاہیے خواہ کسی چیز کا ہو۔ اس واسطے وہ اول دریافت کرتے تھے کہ کسی پر عاشق بھی ہو پس معلوم ہوا کہ اس کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ آدمی ہی کا عشق ہو بھینس کا عشق بھی اس کے لیے فائدہ مند ہے اس لیے کہ مقصود تو ہے کہ سارے تعلق سمٹ کر بس ایک ہی کے ساتھ ہو جاویں پھر تعلق اور محبت کو معشوق سے چھڑا کر اللہ تعالے کی طرف پھیر دیں۔

ایک بزرگ نے بھینس کا خیال جمانے کا حکم دیا تھا

ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ ایک شخص ان کے پاس مرید ہونے کو آیا انھوں نے پوچھا کہ کسی چیز سے تم کو محبت بھی ہے اس نے کہا کہ بھینس سے محبت ہے۔ فرمایا کہ چالیس روز تک بھینس کا خیال جمائے رکھو۔ لیکن خُدا کے لیے لوگ اس کا وظیفہ نہ کرلیں اس لیے کہ ہر شخص کی حالت جدا ہے کسی کے لیے ایک چیز فائدہ مند ہے اور کسی کے لیے نہیں۔ کبھی وہ قصہ ہو جاوے کہ ایک طبیب تھے اور ان کے بے وقوف شاگرد۔ ایک مرتبہ استاد اور ان کے بے وقوف شاگرد ایک بیمار کو دیکھنے گئے بیمار کی حالت پہلے روز سے زیادہ خراب تھی طبیب صاحب نے فرمایا کہ تم نے نارنگی کھائی ہے اس وجہ سے تم کو یہ تکلیف بڑھ گئی اس نے کہا بے شک حضور نارنگی کھائی ہے جب بیمار کو دیکھ کر گھر کو لوٹے تو راستہ میں شاگرد نے پوچھا کہ حضرت آپ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ اس نے نارنگی کھائی ہے طبیب صاحب نے فرمایا کہ بھائی بات یہ ہے کہ اس کے مزاج کی حالت دیکھ کر مجھ کو معلوم ہُوا کہ اس نے کوئی ٹھنڈی چیز کھائی ہے اور اس کی چارپائی کے نیچے مَیں نے نارنگی کے چھلکے پڑے ہُوئے دیکھے تو میں سمجھ گیا کہ اس نے نارنگی ہی کھائی ہے۔ شاگرد بے وقوف تو تھے ہی جب وہ پڑھ پڑھا کر نمٹے تو کسی امیر کے دیکھنے کے لیے بلائے گئے ان کی چارپائی کے نیچے نمدہ پڑا ہوا تھا فرماتے ہیں کہ بس معلوم ہو گیا کہ آپ نے نمدہ کھایا ہے۔ جس سے یہ مرض آپ کو ہو گیا ہے جتنے لوگ وہاں موجود تھے سب کو ہنسی آگئی اور سب سمجھ گئے کہ طبیب صاحب بالکل بے وقوف ہیں تو خدا کے واسطے تم ایسی دیکھا دیکھی نہ کیجیو کہ آج سے نماز روزہ اور خدا کی یاد کو چھوڑ کر بھینس کا خیال باندھ کر بیٹھ جاؤ خلاصہ یہ کہ ان بزرگ نے فرمایا کہ جاؤ بھینس کے خیال باندھنے کا ایک حلیہ کرو اور

چالیس دن کے بعد ہمیں خبر دینا۔ بس وہ پانچوں وقت نماز تو پڑھ لیتے اور کونہ میں جاکر بھینس کا خیال جما کر بیٹھ جاتے جب چالیس روز پورے ہوگئے تو پیر صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ بیٹا باہر آؤ جواب دیتے ہیں کہ حضور باہر کیسے آؤں بھینس کے سینگ اَڑتے ہیں۔ پیر صاحب نے شاباشی دی کہ مقصود پورا ہوگیا سب روگ جاتے رہے اب فقط بھینس رہ گئی اس کا نکل جانا آسان ہے پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ اس کے لیے عورت یا لڑکے پر عاشق ہونا ضروری نہیں بلکہ ان پر عاشق ہو جانے میں بڑا اندیشہ ہے کہ کہیں اس لونڈے یا عورت ہی میں نہ رہ جاوے اور جو مقصود ہے یعنی اللہ تعالے سے ملنا اور ان سے محبت ہونا اس سے ہمیشہ کو محروم ہو جاوے اس لیے خود اپنے اختیار سے کسی عورت یا لڑکے پر عاشق ہونا جائز نہیں ہاں اگر بلا اختیار کسی کو لڑکے یا عورت سے عشق ہو جاوے تو اس کے ذریعہ سے خدا تعالے سے مل سکتا ہے مگر اس شرط سے کہ نہ تو معشوق کے پاس رہے نہ اس کو دیکھے نہ اس سے بات کرے نہ آواز سُنے اور جہاں تک ہو سکے دل میں اس کا خیال نہ لاوے غرض جہاں تک ہو سکے اس سے بچے اگرچہ اس طرح کرنا نفس کو بہت دشوار ہوگا۔ لیکن ہمت تو نہ توڑے اور دل کو مضبوط کرے اس پر عمل کرے۔ تھوڑے روز ایسا کرنے سے اس کے دل میں ایک قسم کی جلن پیدا ہوگی جس سے عزت مال اولاد سب کی محبت دل سے جاتی رہے گی۔ اب چونکہ اس کے دل میں محبت تو بھری ہوئی ہے ہی پیر اس محبت کو معشوق سے ہٹا کر خدا تعالے کی طرف لگا دے گا اگر ایسا کرے گا تو اس عشق سے بھی خدا تعالے تک پہنچ سکتا ہے اور اگر معشوق سے جُدا نہ ہا بلکہ اس سے ملا جلا رہا آپس میں بات چیت اٹھنا بیٹھنا سب کچھ رکھا تو پھر ہمیشہ اسی بلا میں پھنسا رہے گا اور کسی دن بھی اس کو چھٹکارا نصیب نہ ہوگا دیکھئے ملا جامیؒ خود

ہی فرماتے ہیں کہ دیکھو معشوق کی صورت میں مت رہ جائیو۔ یہ راستہ کا پُل ہے جلدی سے اس سے پار ہو جانا چاہیے۔ غرض کہ بزرگوں نے جو عاشق ہونے کو کہا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خوب نظر بازی کریں مزہ اڑائیں اور سمجھیں کہ ہم صوفی ہیں ہمیں سب کچھ حلال ہے اور اس سے اللہ تعالےٰ کی نزدیکی میسر ہو گی اس سے اللہ تعالےٰ کی نزدیکی تو کیا ہو گی یہ تو ان سے بہت دُور کر دے گی۔

خدا تعالےٰ کے غیر پر نظر ڈالنے پر بڑا بھاری گناہ ہے

بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس گناہ سے اللہ تعالےٰ بہت ہی ناخوش ہوتے ہیں دیکھئے حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے اندر بہت غیرت ہے اور اللہ تعالےٰ کو مجھ سے بھی زیادہ غیرت ہے اور غیرت ہی کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے سب بُرے کاموں کو حرام کر دیا ہے اور آنکھ سے دیکھنا ہاتھ سے چھونا اور پاؤں سے چلنا یہ سب کے سب بُرے ہی کام ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کی نسبت کہا ہے کہ یہ زنا ہیں یعنی بدکاری کرنا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا دیکھنا ہے اور کان زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا سننا ہے اور زبان بھی زنا کرتی ہے اور اس کا زنا بولنا ہے (یعنی کسی عورت یا کسی لڑکے سے شہوت کے ساتھ باتیں کرنا) اور ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا (کسی لڑکے کو یا غیر عورت کو) چھونا ہے۔ دیکھئے اگر یہ سب بُرے کام نہ ہوتے تو حضورؐ انہیں زنا کیوں کہتے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ یہ سب بُرے کام ہیں اور بُرے کاموں پر اللہ تعالےٰ کو غیرت آتی ہے تو معلوم ہوا کہ یہ سب کام ایسے بُرے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اُن سے بہت ہی ناخوش ہوتے ہیں اور بڑا افسوس تو یہ ہے کہ بعضے پیر بھی اس میں پھنسے

ہوئے ہیں کہ عورتیں ان سے پردہ نہیں کرتیں اور کہتی ہیں کہ پیر تو باپ کی جگہ ہے بلکہ باپ سے بھی بڑھ کر ہے پھر اس سے کیا پردہ کریں اور بہت بے شرمی سے بلا روک سامنے آتی ہیں اور جو مرد ایسے پیروں کے سامنے اپنی بہو بیٹیوں کو آنے دیتے ہیں وہ بالکل بیحیا بے شرم دیوث ہیں بعض جگہ تو ایسا سُنا ہے کہ عورتیں تنہا مکان میں جاتی ہیں۔ جہاں مرید ہوتے ہیں۔ خدا کی پناہ بھلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون بزرگ ہوگا۔ دیکھو حضورؐ سے عورتیں پردہ کرتی تھیں امت کی ساری عورتیں آپ کی دینی بیٹیاں ہیں اور حضورؐ خود بالکل بے گناہ ہیں آپؐ کی نسبت کسی قسم کے گناہ کا شبہ تک بھی نہیں ہوسکتا لیکن پھر بھی عورتوں کا حکم تھا کہ آپؐ سے پردہ کریں اور حضورؐ کی بیبیاں تمام امت کے مردوں عورتوں کی مائیں تھیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں اس کو اللہ تعالےٰ نے بیان کر دیا ہے اور کسی شخص کو بھی حضورؐ کی بیبیوں کی نسبت توبہ توبہ کسی برائی کا خیال بھی نہیں آسکتا تھا لیکن ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے پھر بھی اللہ تعالےٰ نے ان کو حکم دیا کہ اپنے گھروں میں جمی رہو باہر نہ نکلو اور ان کو یہ بھی حکم دیا کہ نرم بات مت کرو کیونکہ جس کے دل میں روگ ہے وہ طمع کرے گا اسی وجہ سے بزرگوں نے کہا ہے کہ مردوں کو تو نرم برتاؤ کرنا اچھا ہے اور عورتوں کو خشک برتاؤ کرنا اچھا ہے یعنی عورتیں غیر مردوں سے نرم اور میٹھی باتیں نہ کریں اور نہ ایسی سختی ہی سے کریں بلکہ نہ نرمی ہی ہو اور نہ سختی ہو بس اس طرح کہیں کہ دوسرا سُن تو لے مگر کسی قسم کی طمع اس کے دل میں نہ آوے نہایت خشکی سے بے لگاؤ بات کریں۔ ہاں اپنے خاوند سے اور دوسری عورتوں سے بہت نرمی سے برتاؤ کریں تو دیکھ لیجئے کہ حضورؐ کی بیبیوں کو یہ حکم کیے گئے تھے آج کون شخص ہے جو آپ کو ان سے بڑھ کر کہہ سکے بلکہ آج کل تو فتنہ فساد کا زمانہ ہے اس لیے اس زمانہ میں تو پردہ کا بہت خیال رکھنا چاہیے۔ کبھی بھول کر بھی کسی غیر کے سامنے

نہ آنا چاہیے۔

ان بزرگ کی حکایت جو پردہ میں بے احتیاطی کرتے تھے

ایک بزرگ تھے وہ پردہ کرانے میں زیادہ احتیاط نہ کرتے تھے بلکہ عورتوں کو اپنے سامنے آنے دیتے تھے ان کو منع نہ کرتے تھے یہ سمجھتے تھے کہ میں اب تو بہت بوڑھا ہوگیا ہوں اب میرے سامنے آنے میں کیا خرابی ہے۔ ایک اور بزرگ تھے انہوں نے ان کو نصیحت کی کہ میاں غیر عورتوں کو اپنے سامنے مت آنے دیا کرو۔ انہوں نے ان کی نصیحت کا کچھ خیال نہ کیا اور عورتوں کو سامنے آنے سے منع نہ کیا آخر ایک مرتبہ خود انہوں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ حضورؐ سے اسی مسئلہ کو دریافت کیا کہ میں بوڑھا ہوگیا ہوں اب عورتوں کے میرے سامنے آنے میں کسی بری بات کا تو خوف ہے نہیں تو کیا اب بھی پردہ کرانا ضروری ہے یا اس حالت میں ان کو سامنے آنے دینا بھی جائز ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مرد اتنا بزرگ ہو جائے کہ حضرت جنیدؒ کے مرتبہ کو پہنچ جائے اور عورت اتنی بزرگ ہو جاوے کہ حضرت رابعہ بصریؒ کے مرتبہ کو پہنچ جاوے مگر پھر بھی اگر یہ دونوں ایک جگہ تنہا مکان میں جمع ہوں گے تو شیطان بھی ان کے پاس آموجود ہوگا اور ان سے کچھ نہ کچھ کرا ہی دے گا یعنی پھر تمہیں کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ عورتوں کو اپنے سامنے آنے دو۔ اور آدمی کتنا ہی بوڑھا ہو جاوے لیکن اس کے اندر تھوڑی بہت شہوت تو ضرور رہی ہوتی وہ فرشتہ تو ہو نہیں جاتا ہاں یہ اور بات ہے کہ کچھ کر نہ سکے لیکن بدنگاہی کے لیے تو کچھ قوت کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ پھر بوڑھا ہی سہی مگر بدنگاہی سے تو نہ بچ سکے گا۔ مرد کی تو پیدائش ہی میں عورتوں کی رکھی ہوئی ہے

پھر پیدائشی جوش کو آدمی کیسے روک سکتا ہے۔

مولانا فضل الرحمن صاحب کی حکایت

گنج مراد آباد میں ایک بزرگ تھے جناب مولانا فضل الرحمن صاحب اندازاً ایک سو دس برس کی ان کی عمر ہو گی میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا جاڑے کا موسم تھا صبح کو اٹھ کر خادم کو آواز دی ارے فلانے مجھ کو کچھ شبہ سا ہو گیا ہے جی چاہتا ہے کہ نہا لوں طبیعت صاف ہو جاوے گی خادم نے پانی رکھ دیا اسی جاڑے میں غسل کیا بتلایئے اگر بڑھاپے میں کچھ بھی خواہش نہ رہا کرتی تو پھر یہ شبہ کیوں ہوتا کہ کہیں نہانے کی حاجت نہ ہو گئی ہو۔ ایک مرتبہ کانپور میں ہمارے گھر بہت عورتیں آئیں ان میں آپس میں یہ ذکر ہونے لگا کہ مولانا فضل الرحمن صاحب سے اب پردہ کرنا چاہیے یا نہیں اب تو وہ بہت بوڑھے ہو گئے۔ کوئی کہتی تھی کرنا چاہیے اور کوئی کہتی تھی کہ اب اس عمر میں ان میں رکھا ہی کیا ہے جو ان سے پردہ کیا جاوے۔ میں نے جو ان کی یہ باتیں سنیں تو حضرت مولانا کا یہی قصہ میں نے سب کے سامنے بیان کر دیا کہ ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ انہیں ایک مرتبہ یہ شبہ ہوا تھا کہ کہیں نہانے کی حاجت تو نہیں ہو گئی اور وہ اس شبہ کی وجہ سے نہائے بھی تھے اب تم خود ہی سمجھ لو کہ اس عمر میں بھی ان سے پردہ کرنا ضروری ہے یا نہیں اس کو سن کر سب چپ ہو رہیں حضرت جب سو برس کی عمر میں یہ قصہ ہو سکتا ہے تو پچاس برس کی عمر میں اب کیا مشکل ہے اور اول تو بہت سے پیر جوان بھی ہوتے ہیں پھر پیر سے پردہ نہ کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے اور آج کل تو ہر شخص پیر بن سکتا ہے پیر بننا مشکل ہی کیا ہے بس لمبے لمبے بال ہوں موٹے موٹے دانوں کی تسبیح ہو رنگا ہوا کرتا ہو بس پیر ہو گئے پھر وہ خواہ عورتوں کو گھوریں یا لونڈوں کو تکیں اور جاہے حلال کام کریں یا

حرام ان کی پیری ایسی مضبوط ہوتی ہے کہ کسی طرح نہیں جاتی اور لوگوں کی حالت یہ ہے کہ جتنا کوئی شرع کے زیادہ خلاف ہوتا ہے اتنے ہی اس کے زیادہ معتقد ہوتے ہیں سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ کے نزدیک بہت مقبول ہے اور جو کوئی زیادہ شرع پر چلتا ہے تو اس کو سمجھتے ہیں کہ یہ پیر کیسے ہو سکتا ہے یہ تو نرا ملا ہے۔ یہ تو مردوں کی حالت تھی اب عورتوں کی حالت سنئے

بدنگاہی کا مرض بعض عورتوں میں بھی ہوتا ہے

بعضی عورتیں تو ایسی بے حیا ہوتی ہیں کہ وہ خود بھی مردوں کو دیکھتی ہیں اور اپنے آپ کو بھی مردوں کو دکھا دیتی ہیں پردہ وغیرہ اٹھا دیتی ہیں کہ دوسرا مرد ان کو دیکھ لیتا ہے اور اس میں بالکل احتیاط نہیں کرتیں حدیث میں ہے کہ اللہ تعالے دیکھنے والے کو اور جس کو دکھایا جاوے دونوں کو اپنی رحمت سے دور کر دیتے ہیں۔ عورتوں کو جو نصیحت کی جاتی ہے کہ دیکھو ذرا پردہ کا خیال رکھو کسی مرد کی نظر تم پر نہ پڑے تو کہتی ہیں اونہہ ایک دفعہ دیکھ کر پھر کیا دیکھے گا ساری عمر ترسے گا جو بڑی پردہ کی بیٹھنے والی کہلاتی ہیں ان کی یہ حالت ہے کہ خاوند کے سامنے تو بھنگن ہی بنی رہیں گی اور اگر کہیں جاویں گی تو پھر بہت ہی سج کر بیگم بن کر جاویں گی بڑی بے حیائی بے شرمی کی بات ہے کہ خاوند کے سامنے تو اپنے کو نہ سجاوے جس کے سامنے سج بن کر رہنا ضروری ہے اور دوسروں کے دیکھنے کے لیے اپنے کو سجاوے۔ بعض عورتیں دولہا دولھن اور برات کو دیکھتی ہیں اور ان کے مرد بھی کچھ نہیں کہتے بڑی بے شرمی کی بات ہے اور بعض مرد ایک بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں کہ گھر میں پکار کر نہیں جاتے ذرا کھنکارا اور فوراً گھس گئے اور اکثر عورتیں بھی ایسی بے احتیاط ہوتی ہیں کہ ڈولی سے اترنے سے پہلے نہیں معلوم کراتیں کہ گھر کے اندر کوئی مرد تو نہیں ویسے ہی گھر کے اندر چلی جاتی ہیں۔

میں ایک دفعہ بیمار تھا بہت عورتیں حالت دریافت کرنے کو ڈولی سے آئیں اور بلا خبر کرائے ڈولی سے اُتر کر گھر میں چلی آئیں۔ مَیں نے ان کو خوب بُرا بھلا کہا اور جب عورتیں ایک جگہ جمع ہوتی ہیں اس وقت تو بالکل ہی بے شرم ہو جاتی ہیں بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ اس گھر کے مرد دروازہ کے اندر سامنے آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں ان میں سے کسی نے منہ پھیر لیا کسی نے آنچل سے منہ ڈھک لیا کوئی کسی کے پیچھے ہو گئی اور اس پر تعجب یہ ہے کہ ہر ایک یہی جانتی ہے کہ مجھ کو نہیں دیکھا حالانکہ اس نے سب کو دیکھ لیا ہے خلاصہ یہ کہ آنکھوں کا گناہ سخت ہے اور اس میں بہت آدمی پھنس رہے ہیں اس کا بہت انتظام کرنا چاہیے اپنا بھی انتظام کرو اور گھر والوں کا بھی۔

بدنگاہی سے بچنے کا آسان طریقہ

اور گناہ سے بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ راستہ میں چلنے کے وقت نیچی نگاہ کر کے چلو اِدھر اُدھر نہ دیکھو خدا نے چاہا تو بہت بچے رہو گے دیکھئے جب شیطان اللہ تعالےٰ کے دربار سے نکالا گیا تھا تو اس نے یہی کہا تھا کہ میں آدمیوں کے بہکانے کے لیے سیدھے راستہ پر جا بیٹھوں گا جس پر آپ نے چلنے کا حکم دیا ہے پھر ان کو سامنے سے بھی آ کر بہکاؤں گا اور پیچھے سے بھی آ کر بہکاؤں گا اور داہنی طرف سے بھی اور بائیں طرف سے بھی۔ غرض کہ اس نے چار سمتوں سے بہکانے کو کہا پس دو سمتیں باقی رہ گئیں اوپر کی سمت اور نیچے کی سمت۔ بزرگوں نے اسکی بڑی عمدہ وجہ بیان کی کہ شیطان نے اوپر اور نیچے کی سمتوں کو کیوں ذکر نہیں کیا فقط چار ہی سمتوں سے بہکانے کو کہا بات یہ ہے کہ اکثر گناہ ان چار ہی سمتوں سے ہوتے ہیں۔ پس گناہ سے بچنے کی دو صورتیں رہیں یا تو اوپر دیکھ کر چلو یا نیچے دیکھ کر مگر اوپر دیکھ کر چلنے میں

تو یہ ڈر ہے کہ کہیں گر نہ پڑیں یا کچھ آنکھ میں پڑ جاوے پس اب یہی طریقہ رکھا گیا کہ نیچے دیکھ کر چلیں۔

ان بزرگ کا قصّہ جو مُردوں کو بھی نہ دیکھتے تھے

ایک بزرگ تھے وہ بات کرنے کے وقت مُردوں کو بھی نہ دیکھتے تھے ان سے کسی نے اس کی وجہ پوچھی فرمایا کہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو وہ جن کو میں پہچانتا ہوں دوسرے وہ جن کو میں نہیں پہچانتا جن کو میں پہچانتا ہوں ان کو بلا دیکھے بھی آواز سے پہچان لیتا ہوں دیکھنے کی کیا ضرورت ہے اور جن کو نہیں پہچانتا ان کے دیکھنے سے کیا فائدہ ہے۔ سبحان اللہ حدیث پر چلنا اسے کہتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ آدمی اچھی طرح دیندار اس طرح ہوسکتا ہے کہ بیکار کاموں کو چھوڑ دے۔ دیکھئے ان بزرگ نے بے فائدہ نظر تک نہیں کی۔

بعض بزرگوں نے نگاہ کے گناہ سے بچنے کے لیے جنگل میں رہنا اختیار کیا ہے

بعض بزرگوں نے اس نظر کے گناہ سے بچنے کے واسطے جنگل میں رہنا اختیار کر لیا تھا۔ ایک بزرگ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور ان کی ایک آنکھ پھوٹی ہوئی تھی وہ طواف کرتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اے اللہ میں آپ کے غصہ سے پناہ مانگتا ہوں کسی نے پوچھا کہ اس قدر کیوں ڈرتے ہو کیا بات ہے فرمایا کہ میں نے ایک لڑکے کو بُری نظر سے دیکھ لیا تھا غیب سے چپت لگا اور آنکھ پھوٹ گئی اس لیے ڈرتا ہوں کہ کہیں دوبارہ ایسا نہ ہو جاوے۔ حضرت جنیدؒ چلے جا رہے تھے ایک عیسائی کا خوب صورت لڑکا سامنے سے آ رہا تھا۔ ایک مرید نے پوچھا کہ اللہ تعالےٰ ایسی صورت

کو بھی کیا دوزخ میں ڈالیں گے۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ شاید یہ تیری نظروں میں اچھا معلوم ہوا ہے اور اچھا معلوم ہونے کی وجہ سے تو نے اسے دیکھا بھی ہے دیکھ تو سہی آج ہی کل میں اس کا کیسا مزہ تجھ کو ملتا ہے آخر اس کی یہ سزا ملی کہ وہ شخص قرآن بھول گیا کچھ یاد نہ رہا خدا کی پناہ۔

بعضے بزرگوں کی حُسن پسند کرنے کی معنی

بعضے بزرگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ خوب صورتی کو پسند کرتے تھے بعض لوگوں کو اس سے دھوکہ ہو گیا ہے وہ سمجھ گئے کہ خوب صورتوں سے ملنا جلنا دیکھنا بھالنا جائز ہے چنانچہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ میاں حضرت مرزا جان جاناںؒ بھی تو بزرگ تھے مگر پھر بھی خوب صورتی پر جان دیتے تھے۔ پھر ہم اگر ایسا کریں تو کون سی برائی ہے واہ صاحب واہ آپ کی بھی کیسی بھدی سمجھ ہے میاں بزرگوں کو اپنی طرح سمجھتے ہو وہ کہیں خوب صورتی سے ایسا شوق تھوڑا ہی رکھتے تھے جو تم سمجھتے ہو انہیں تو ہر خوب صورت چیز اچھی لگتی تھی وہ آدمی ہو یا اور کوئی چیز اور جو چیز بھی بدصورت اور بے ڈھنگی ہوتی تھی اس کو دیکھ کر انہیں بہت تکلیف ہوتی تھی۔ چنانچہ مرزا جان جاناںؒ کی عادت تھی کہ انہیں جب کہیں جانا ہوتا تھا تو پالکی میں بیٹھ کر جاتے تھے اور پالکی کے پٹ بند کر دیا کرتے تھے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ پٹ کیوں بند کرا دیتے ہیں فرمایا کہ راستہ میں بازار وغیرہ ملتے ہیں اس میں بعض دوکانیں بے قاعدہ بنی ہوئی ہوتی ہیں مجھ کو دیکھ کر بہت تکلیف ہوتی ہے۔ تھانہ بھون میں ایک قاضی تھے وہ اپنے ساتھ ایک شخص کو لے کر حضرت مرزا صاحبؒ سے ملنے گئے۔ قاضی صاحب کے ساتھی کو ناک صاف کرنے کی ضرورت ہوئی تو وہ ناک صاف کرنے کے لیے اٹھا حضرت مرزا

صاحبؒ کی نظر پیچھے سے اس کے پائجامہ پر پڑ گئی تو سب سلوٹیں پائجامہ کی پیچھے تھیں حضرت مرزا صاحب کے سر میں درد ہو گیا اور فرمایا کہ قاضی صاحب اس شخص کے ساتھ آپ کا کیسے گذر ہوتا ہو گا۔ حضرت کی اور حکایت سنئے کہ اکبر شاہ ثانی جو آپ کے زمانہ میں بادشاہ تھا ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ کو پیاس لگی کوئی خدمت گار اس وقت موجود نہ تھا اس وجہ سے بادشاہ صاحبؒ نے خود اٹھ کر پانی پیا اور پانی پی کر صراحی پر کٹورا ٹیڑھا رکھ دیا۔ حضرت مرزا صاحب کے سر میں درد ہو گیا اور طبیعت پریشان ہو گئی۔ لیکن آپ نے ضبط کیا۔ چلتے وقت بادشاہ نے عرض کیا کہ حضرت آپ کے یہاں کوئی آدمی خدمت کے لیے نہیں ہے۔ اگر ارشاد ہو تو کوئی آدمی بھیج دوں۔ اب تو حضرت مرزا صاحب سے نہ رہا گیا۔ فرمایا کہ پہلے خود تو آدمی بن لو کٹورہ ٹیڑھا رکھ دیا میری طبیعت اب تک پریشان ہے۔ اور سُنئے ایک شخص نے آپ کی خدمت میں انگور بھیجے وہ انگور بہت عمدہ اور پاکیزہ تھے۔ اس شخص کو انتظار تھا کہ اب حضرت مرزا صاحبؒ انگوروں کی تعریف کریں گے مگر حضرت مرزا صاحبؒ بالکل چپ تھے آخر اس نے پوچھا کہ حضرت انگور کیسے تھے فرمایا کہ مُردوں کی بُو آتی ہے دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ قبرستان میں انگور بُوئے گئے تھے وہ انگور وہاں سے آئے تھے حضرت مرزا صاحبؒ کو جو خوب صورتی اچھی معلوم ہوتی تھی وہ ان کی پیدائشی بات تھی ان کی طبیعت ہی اس ڈھنگ کی تھی کہ ہر اچھی چیز پسند فرماتے تھے ان کے نفس میں بُرائی کے خیال کا ذرا بھی ملاؤ نہ تھا۔ کیونکہ آپ بچپن میں بھی بدصورت کی گود میں نہ جاتے تھے بھلا اگر بُرے خیال سے خوب صورتی پسند کرتے تو بچپن کے زمانہ میں تو اس کا شبہ بھی نہیں ہو سکتا۔ مگر پھر بھی حضرت مرزا صاحب اپنی اس حالت کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ

خواجہ میر دردؒ کی نسبت لوگوں نے آکر حضرت مرزا صاحبؒ سے عرض کیا کہ خواجہ صاحبؒ راگ سنتے ہیں فرمایا کہ بھائی ان کو کانوں کا مرض ہے یعنی راگ سننا اور مجھ کو آنکھوں کا مرض ہے یعنی خوب صورتی کی طرف رغبت ہونا تو دیکھئے خود آپ ہی نے اس کو مرض کہا سو مرض تو عیب اور بُری بات کو کہتے ہیں۔ تو پھر اور لوگوں کو خوب صورتوں سے ملنا جلنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ ایک بزرگ کی خوب صورت لڑکے خدمت کیا کرتے تھے اور یہ بزرگ کبھی کبھی انہیں پیار بھی کر لیا کرتے تھے ایک روز ان کے ایک مُرید نے بھی ایک لڑکے کو پیار کر لیا۔ پیر سمجھ گئے کہ اس نے میری دیکھا دیکھی ایسا کیا ہے ایک روز بازار میں گئے لوہار کی دوکان پر دیکھا کہ لوہا سُرخ انگارہ سا ہو رہا ہے پیر صاحب نے فوراً جا کر اس کو پیار کر لیا اور اس مُرید سے فرمایا کہ آئیے تشریف لائیے اس کو بھی پیار کیجیے پھر تو گھبرائے۔ اس وقت انھوں نے اس کو ڈانٹا کہ خبردار کبھی ہماری دیکھا دیکھی کوئی کام مت کرنا اور کبھی ہم سے برابری کا خیال نہ لانا کیا اپنے کو ہمارے برابر سمجھتا ہے۔ ایک اور بزرگ تھے۔ ان کو کسی نے دیکھا کہ ایک خوب صورت لڑکے سے پاؤں دبوا رہے ہیں اس شخص کو وسوسہ ہُوا کہ یہ کیسے بزرگ ہیں لڑکے سے پاؤں دبواتے ہیں۔ فرمایا کہ آگ کی انگیٹھی لاؤ دہکتی آگ میں پاؤں رکھ دیئے اور یہ فرمایا ہم کو کچھ حس نہیں ہمارے نزدیک آگ اور یہ لڑکا برابر ہے۔

پیر بنانے کے لائق وہ بزرگ ہیں جن کا ظاہر اور باطن دونوں شرع کے موافق ہو

لیکن یاد رکھو کہ ایسے بزرگوں سے مرید ہونا جائز نہیں ہے جو کہ ظاہر میں شرع کے خلاف ہوں پیر بنانے کے لائق وہی بزرگ ہوتے ہیں جو ہر طرح شرع کے موافق ہوں اور جو

بزرگ ظاہر میں شرع کے خلاف ہیں وہ پوری طرح شرع کے پابند نہیں کیونکہ یہ بھی تو حکم شرع ہی کا ہے کہ تہمت اور بدگمانی کی جگہ سے بچو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی عادت تھی ایک مرتبہ حضورؐ نے مسجد میں اعتکاف کیا تھا۔ حضور کی بی بی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضورؐ کے پاس مسجد میں تشریف لائیں لوٹنے کے وقت حضورؐ ان کے پہنچانے کے لیے ان کے ساتھ دروازہ تک کہ وہ مسجد ہی کی طرف تھا تشریف لائے سامنے دیکھا کہ دو شخص آرہے ہیں۔ فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہر جاؤ یہاں پردہ ہے اور اس کے بعد فرمایا کہ یہ عورت صفیہ رضی اللہ عنہا تھی کوئی غیر عورت نہ تھی یہ بات ان دونوں پر بہت بھاری ہوئی اور عرض کیا کہ حضورؐ کیا آپ پر ایسا گمان ہوسکتا ہے۔ فرمایا شیطان آدمیوں کے جسموں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ مجھے خیال ہوا کہ کبھی وہ تمہارے ایمان کو نہ تباہ کردے۔ پس جو لوگ دوسروں کو دین کا راستہ بتاتے ہیں وہ تو ایسی جگہوں سے بھی بچتے ہیں جس سے دوسروں کو بدگمانی ہو یہ لوگ ہوتے ہیں پیر بنانے کے لائق اور جو لوگ ایسے ہیں کہ ان کا ظاہر شرع کے موافق نہیں تو ان میں سے بعض تو مکار ہیں ان کی چھپی ہوئی حالت بھی شرع کے موافق نہیں یہ لوگ تو مردود ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ ان کی چھپی ہوئی حالت تو بالکل شرع کے موافق ہوتی ہے۔ لیکن ظاہر ان کا ہماری سمجھ میں نہیں آتا ان پر اعتراض نہ کرے اور نہ ان کی پیروی کرے نہ ان کے کہنے پر چلے غرض کہ پیر ایسے کو بنادے جس کی ظاہری حالت بھی شرع کے موافق ہو اور چھپی ہوئی حالت بھی شرع کے موافق ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی کے پاس بدنگاہی کے جائز ہونے کا کچھ سہارا نہیں بلکہ بدنگاہی ہر طرح سے حرام ہے اور بڑا بھاری گناہ ہے۔

جیسے بدنگاہی حرام ہے اسی طرح دل سے سوچنا بھی حرام ہے

آگے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ یعنی جس چیز کو لوگ سینے میں چھپاتے ہیں اللہ تعالےٰ اس کو بھی جانتے ہیں۔ یہ پہلے سے بھی سخت ہے۔ یعنی گناہ فقط نگاہ ہی سے نہیں بلکہ دل سے بھی ہوتا ہے بہت لوگ دل سے سوچا کرتے ہیں اور عورتوں کا اور لڑکوں کا جن کے داڑھی نہیں نکلی ہوتی دل میں خیال جماتے ہیں اور خیال سے مزے لیتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ ہم پرہیزگار ہیں خوب سمجھ لو کہ یہ سب کچھ شیطان کے دھوکے ہیں بلکہ بعض مرتبہ دل کے اندر سوچنے سے اور دل کے اندر باتیں کرنے سے اور زیادہ خرابی ہوتی ہے کیونکہ نگاہ کرنے سے تو بعض مرتبہ بدصورت نکلتا ہے اور دل کے اندر باتیں کرنے میں تو طبیعت کو زیادہ لگاؤ ہو جاتا ہے اور دل سے کسی طرح وہ بات نہیں نکلتی بلکہ یہ بھی دھوکہ ہوتا ہے کہ دل میں خیال کرنے اور نگاہ نہ کرنے سے اپنے کو سمجھتا ہے کہ میں نے بہت بڑا کام کیا کہ دیکھنے کو دل چاہتا تھا اور پھر نہیں دیکھا اور اس کا کچھ خیال نہیں کرتا کہ میں دل میں مزے لے رہا ہوں۔ جب دل میں مزے لیے تو بھلا پھر کون سا بڑا کام کیا۔ غرض کہ اس کی بہت کوشش کرنی چاہیے کہ دل میں کسی کا خیال نہ جمائے اور چونکہ دل کے اندر کانوں کے واسطے سے بھی باتیں اس قسم کی پہنچتی ہیں اس لیے جیسے آنکھوں کو دیکھنے سے بچانا چاہیے ایسے ہی کانوں کو بھی سننے سے بچانا چاہیے ایسے قصے نہ سُنے نہ ایسی جگہ جاوے جہاں گانا بجانا ہو رہا ہو اور بعض مرتبہ خود دل ہی سے گناہ ہوتا ہے واسطہ نہیں ہوتا جیسے کہ پہلے دیکھی ہوئی صورتیں یاد آتی ہیں اور ان سے مزہ ملتا ہے غرض سب سے بچو اور ایک وجہ اور بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دل کا گناہ یعنی اس قسم کے خیال دل

میں رکھنا بدنگاہی سے زیادہ سخت ہیں وہ یہ ہے کہ دل سے سوچنے اور آنکھوں سے دیکھنے
میں ایک فرق بھی ہے یعنی آنکھوں کے گناہ میں تو دوسروں کو اس کا دیکھنا معلوم ہو جاتا ہے
گو نیت کی دوسروں کو خبر نہ ہو اور دل کے اندر سوچنے کو کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا اس کی خبر
سوائے اللہ تعالے کے کسی کو نہیں ہوتی۔ بس اس سے وہی بچے گا جس کے دل میں اللہ
تعالے کا بہت ڈر خوف ہو۔ اس کے بعد سمجھنا چاہیے کہ اس مرض کے دور کرنے میں
تین درجے ہیں۔ دل کے اندر تقاضا ہو اور پھر دل کو روکے رکھے دوسرے یہ کہ دل
کے تقاضے کو کمزور کر دے۔ تیسرے یہ ہے کہ جس چیز کی وجہ سے یہ تقاضا پیدا ہوا
ہے اسی کو دل سے نکال دے۔

اوّل درجہ قلب کو روکنا اور اس کا آسان طریقہ

اور ان تینوں میں
سے دل کو روکنا یعنی دل میں اس کا خیال نہ جمنے دینا تو اختیاری ہے کہ اگر آپ سے
آپ اس طرف خیال جاوے تو تم اس کو روکو اور اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جب دل
کو کسی خوب صورت کی طرف رغبت ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ اس وقت کسی بدشکل آدمی کی
صورت کی طرف دیکھو اگر وہاں کوئی موجود نہ ہو تو کسی ایسے بدصورت کا اس طرح خیال
باندھو کہ ایک شخص ہے کالا رنگ ہے چیچک کے داغ ہیں آنکھوں سے اندھا ہے
سر سے گنجا ہے رال بہ رہی ہے، دانت آگے کو نکلے ہوئے ہیں ناک سے نکٹا ہے۔
ہونٹ بڑے بڑے ہیں اور ٹیٹ بہ رہی ہے اور مکھیاں اس پر بیٹھی ہیں گویا ایسا شخص
دیکھا نہ ہو مگر خیال سے تراش لو اللہ نے چاہا تو جو خرابی خوب صورت کے دیکھنے سے دل
میں ہو گئی وہ سب جاتی رہے گی اور پھر اس خوب صورت کا خیال آوے تو پھر بھی یہی

خیال باندھ لو اور اگر اس خیال باندھنے سے پورا فائدہ نہ ہو اور بار بار بھی خوب صورت کا خیال آن کر ستاوے تو یہ خیال باندھو کہ یہ محبوب ایک روز مرے گا اور قبر میں جاوے گا وہاں اس کا نازک بدن سڑ گل جاوے گا کیڑے اس کو کھالیں گے لیکن یہ خیال باندھنا فقط اسی وقت فائدہ دے گا جس وقت کہ یہ خیال دل میں جماؤ گے کہ یہ مراقبہ اس خوب صورت کا خیال دل سے ہٹاوے گا۔ لیکن اس کا فائدہ بہت دیر تک باقی نہ رہے گا جس کی وجہ سے آئندہ کبھی اس قسم کا تقاضا نہ پیدا ہو۔

دُوسرا درجہ کہ آئندہ کے لیے بھی تقاضا پیدا نہ ہو اور اس کا علاج

آئندہ کے لیے تقاضا نہ پیدا ہونے کا تو علاج یہی ہے کہ اللہ کی یاد بہت کرو۔ دوسرے اللہ تعالےٰ کے عذاب کا بھی خیال جماؤ۔ تیسرے یہ سوچو کہ اللہ تعالےٰ جانتا ہے اور اس کو مجھ پر پوری قدرت ہے جب اسی طرح کچھ مدت تک کرتے رہو گے تو یہ چور ایک دن دل میں سے نکل جاوے گا۔ جلدی نہ جاوے گا۔ اس لیے جلدی نہ کرے کیونکہ ایسا پرانا مرض ایک دن یا ایک ہفتہ میں نہیں جاتا۔ یہاں مجھ کو شاہ محمود غزنوی کی حکایت یاد آگئی۔ محمود نے جب ہندوستان پر حملہ کیا تو ایک ہمراہی سپاہی نے ایک مندر میں جاکر دیکھا کہ ایک بوڑھا برہمن پوجا پاٹ کر رہا ہے سپاہی نے تلوار دکھائی کہ کلمہ پڑھ اور مسلمان ہو ورنہ اس تلوار سے دو ٹکڑے کر دوں گا۔ برہمن نے کہا حضور ذرا ٹھہریئے سپاہی نے پھر تقاضا کیا برہمن نے عرض کیا حضور نوے ۹۰ برس کا رام تو دل میں سے نکلتے ہی نکلتے نکلے گا۔ ذرا سی دیر میں کیسے نکل جاوے ہمت مت ہارو کوشش کرتے رہو تھوڑا تھوڑا یہ تقاضا گھٹتا رہے گا اور تمہارے قابو میں آجاوے گا کہ بری جگہ ہوا ہی نہ کرے گا جو تمہارا مطلب ہے۔

تیسرا درجہ کہ مادہ ہی نہ رہے جس سے تقاضا ہو اور اس کا علاج

تیسرا درجہ یہ ہے کہ وہ مادہ ہی نہ رہے جس سے تقاضا پیدا ہوتا ہے اور ایسی حالت ہو جاوے کہ بالکل رغبت ہی کبھی پیدا نہ ہو یہ وہ مرتبہ ہے کہ کم عقل دیندار بھی اس کو مقصود سمجھ جاتے ہیں اور اس کے حاصل نہ ہونے سے پریشان ہوتے ہیں یعنی جب اپنے اندر کسی وقت ایسے رغبت پاتے ہیں تو سمجھتے ہیں ہماری سب محنت اکارت ہوگئی جو کچھ کوشش اللہ کی یاد میں کی تھی وہ سب بے کار گئی یہاں تک کہ پریشانی میں ایسی باتیں ان کے منہ سے نکل جاتی ہیں کہ بے ادبی اور گستاخی ہو جاتی ہے جیسے کہ کہہ بیٹھتے ہیں کہ ہم اتنے روز سے حق کی طلب میں رہے مگر ہم پر رحم نہیں آتا کہ ویسے ہی محروم ہیں یاد رکھو کہ یہ شیطان کا دھوکہ ہے یہ درجہ ہرگز مقصود نہیں کہ کبھی کوئی خواہش ہی نہ ہوا کرے اور اگر خواہش بالکل نہ رہے گی تو گناہ سے بچنے میں کوئی کمال نہیں اندھا اگر اپنی تعریف کرے کہ میں دیکھتا نہیں تو یہ کون سی تعریف کی بات ہے۔ دیکھے گا کیا دیکھنے کی چیز ہی اس کے پاس نہیں نامرد اگر دعوٰی کرے کہ میں عورت کے پاس نہیں جاتا تو یہ کیا کمال ہے بڑا کمال تو یہ ہے کہ گناہ کرسکو اور پھر اپنے دل کو روکو جس کا میں نے دونوں طرح کا علاج بتا دیا ایک تو وہ جو صرف وقت پر ہی کام دے اور اس کا اثر باقی نہ رہے۔ دوسرا جس سے ہمیشہ کے لیے تقاضا قابو میں ہو جاوے خلاصہ یہ ہے کہ مجھے اس گناہ پر خبردار کرنا منظور ہے کیوں کہ یہ گناہ آدمیوں میں بہت پھیل رہا ہے جو نیک کہلاتے ہیں وہ بھی اس میں پھنسے ہوئے ہیں خدا کے واسطے اس کا انتظام کرنا چاہیے بڑے افسوس کی بات ہے کہ منہ سے تو حق تعالیٰ کی محبت کا دعوٰی اور اس کے غیر پر نظر کرتے ہو اس وقت مجھ کو ایک حکایت یاد آگئی کہ

ایک عورت جا رہی تھی کوئی خواہش کا بندہ بھی اس کے ساتھ ساتھ ہو لیا اس عورت نے پوچھا کہ تم کون ہو اور میرے پیچھے کیوں آتے ہو کہا میں تجھ پر عاشق ہو گیا اس لیے آتا ہوں عورت نے جواب دیا کہ پیچھے میری بہن آ رہی ہے وہ مجھ سے زیادہ خوب صورت ہے یہ اس کے دیکھنے کو پیچھے چلا اس عورت نے اس کے ایک دھول لگائی اور کہا کہ اس پر ہی عشق کا دعوی کرتا تھا۔ صاحبو! اگر حق تعالے سامنے کھڑا کر کے اتنا دریافت فرما لیں کہ تو نے ہمیں چھوڑ کر غیر پر کیوں نظر کی تو بتلایئے کیا جواب دیجئے گا۔ یہ ہلکی بات نہیں اس کا بڑا انتظام کرنا چاہیے۔ ایک اور تدبیر ہے جس سے پہلی تدبیروں کو اور طاقت پہنچتی ہے وہ یہ ہے کہ جب دل میں ایسا خیال پیدا ہو تو ایسا کرو کہ وضو کر کے دو رکعت پڑھو اور توبہ کرو اور اللہ تعالے سے دعا کرو جب گناہ ہو پڑے یا دل میں تقاضا پیدا ہو تو فوراً ایسا ہی کرو۔ ایک دن تو بہت سی رکعتیں پڑھنا پڑیں گی۔ دوسرے دن بہت کم ایسا خیال آوے گا۔ اسی طرح آہستہ آہستہ نکل جاوے گا۔ اس لیے کہ نفس پر نماز بڑی بھاری ہے جب دیکھے گا کہ ذرا مزہ لینے پر یہ مصیبت ہوتی ہے یہ ہر وقت نماز ہی میں رہتا ہے پھر ایسے وسوسے نہ آویں گے۔ اب اللہ تعالے سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالے ہم کو سب مصیبتوں سے بچائے رکھے۔ آمین!

توبہ کا کمال

فرمایا کہ اگر ساری زمین گناہوں سے بھر جاوے تو توبہ سب کو مٹا دیتی ہے۔ دیکھئے بارود ذرا سی ہوتی ہے مگر بڑے بڑے پہاڑوں کو اڑا دیتی ہے۔

(کمالاتِ اشرفیہ)

فروع الایمان —— سے —— ایک اقتباس

قطب عالم حکیم الامت مجدد الملت حضرت اقدس مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رح

رفع اشتباہ

شبہ کا ازالہ

کسی کو یہ شبہ ہو کہ میں تحصیل دُنیا (دنیا حاصل کرنے) سے منع کرتا ہوں یا اس کے اسباب و وسائل مثلاً انگریزی پڑھنا، صنائع جدیدہ (نئی نئی چیزیں) ایجاد کرنا وغیرہ کو حرام کہتا ہوں۔ بھلا بلا دلیل شرعی محض تعصباً (صرف تعصب سے) میں اس پر حرمت (حرام ہونے) کا فتویٰ دے کر اللہ پر افترا (بہتان، الزام) کرنے والا بننا کیسے پسند کروں گا ہرگز میرا یہ مطلب نہیں، خوب دُنیا کماؤ، نوکری کرو، اس کے وسائل بہم پہنچاؤ بلکہ ظاہری اطمینان اکثر باطنی اطمینان کا ذریعہ ہوتا ہے۔

خداوند روزی بحق مشتغل

پراگندہ روزی پراگندہ دل

ترجمہ روزی کا مالک حق کے ساتھ مشغول رہتا ہے جس کی روزی پریشان ہے اس کا دل پریشان ہے۔

مگر دین کو مت ضائع کرو، بے وقعت مت سمجھو، تحصیل دنیا میں احکام و قوانین الٰہی

کی پابندی رکھنے کی کوشش کرو، دُنیا کو دین پر ترجیح مت دو، جس جگہ دونوں تھم سکیں نفع دُنیا کو چولھے میں ڈال دو۔ تعلیم علوم دنیویہ میں نماز روزہ سے غافل مت ہو جاؤ۔ عقائد اسلام پر پختہ رہو، بُری صحبت سے بچتے رہو اور نہ بچ سکو تو کم از کم بلا ضرورت دوستی اور اختلاط (ملنا جُلنا) تو نہ کرو، علماء و صلحاء کی صحبت سے نفور (نفرت) مت کرو۔

اپنے عقائد و اعمال کو ان کی خدمت میں جاکر سنوارتے رہو، کوئی شبہ ہو دریافت کر لیا کرو اور غیر حق پر نظر مت رکھو۔ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے اقوال و افعال (کام) پر بصیر و خبیر (دیکھنے اور جاننے والا) سمجھو۔ حساب و جزا سے ڈرتے رہو۔ وضع (بناوٹ) و لباس میں شریعت کا پاس رکھو، غُربا اور مسکین کو حقیر مت سمجھو اُن کی خدمت و سلوک کو فخر سمجھو۔ اپنے کو تواضع اور مسکنت (عاجزی اور غریبی) سے رکھو، بڑوں کا ادب کرو، کسی پر ظلم و غصہ مت کرو، دل میں رقّت (نرمی) پیدا کرو، سنگ دِل، لااُبالی مت بنو۔ جس قدر وجہ حلال سے مِل جاوے، اس پر قناعت (صبر) کرو۔ اپنے سے زیادہ مالداروں کو دیکھ کر حرص و ہوس (لالچ اور خواہش) مت کرو، سادگی سے بسر کرو تاکہ فضول خرچی سے بچو، اس وقت کثرتِ آمدنی کی بھی حرص نہ ہوگی اور اسی طرح جس قدر اسلامی اخلاق ہیں اُن کو برتاؤ میں رکھو۔ تصحیح عقائد پابندی اعمال و اخلاق وضع اسلامی کے ساتھ اگر لندن جا کر بیرسٹر بن آؤ، منصفی کرو، ڈپٹی کلکٹری و ججی سے ممتاز ہو۔ چشم ما روشن دل ماشاد۔ ورنہ۔

مبادا دل آں فرومایہ شاد
کہ از بہر دُنیا دہد دین بباد

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ اٰمِيْن

عبادت کا عجیب گُر
دل کیوں نہیں لگتا طاعتوں میں
اس فکر کے پاس بھی نہ جانا
دل لگنا کہاں ہے فرض تجھ پر
تیرا تو ہے فرض دل لگانا
مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

اشک یونہی بہائے جا دل کی لگی بجھائے جا
آہیں بھی کھینچ کھینچ کر آتشِ غم بڑھائے جا
حسن تماشہ دوست کو عشق کرشمہ ساز تو
کھیل یونہی نئے نئے شام و سحر دکھائے جا

افضل

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

DESIGNED & CONCEIVED BY
(ANGLES) KHAWAJA AFZAL